پیغامِ حج

۱۴۰۹ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"یٰبَنِیَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ یُّوْسُفَ وَ اَخِیْهِ وَ لَا تَایْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ."(۱)

بارِالٰہا! تیری حمد وثنا کرتا ہوں کہ تو نے بنی آدم کے لیے اپنی بارگاہ میں راز و نیاز کا باب وا فرمایا اور اپنے جمال کے مشتاق دلوں کو اپنی رحمت و مغفرت کے وعدوں سے نوازا' تو نے شرک کی آلائشوں کو اپنے بندوں کے لیے زیبا نہ سمجھتے ہوئے بنی آدم کے دامن کو اُن سے پاک کیا اور توحید و اخلاص کو مومنین کے دل و جاں کی زیب و زینت قرار دیا۔

خدایا! تیرا شکر گزار ہوں کہ تو نے اپنے منتخب بندے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کتاب وحکمت اور بنی نوع انسان کے دکھوں کی دوا و شفا نازل فرمائی اور اُن کی گفتار و کردار کے ذریعے اہلِ جہاں کو سعادت وفلاح کی راہ دکھائی۔ خداوندا! محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیا واوصیا و اولیا کے تمام نورانی سلسلوں' یعنی حق کا اظہار کرنے والوں' باطل کا منہ توڑ جواب دینے والوں' جاہلیت کے بتوں کا قلع قمع کرنے والوں اور امت کے تمام شفیق ناصحین پر درود و سلام

نازل فرما اور اُن کی راہ کو خلائق کی نگاہوں میں روز بروز زیادہ واضح و روشن' نیز اُن کے دلوں میں اس جادۂ حق کو زیادہ سے زیادہ محبوب فرما۔

خدایا! اپنے صالح و خاشع بندے امام خمینیؒ پر' جس نے دوسروں کی رضا و خوشنودی کے مقابلے میں تیری رضا کو اختیار کیا اور تیرے کلمۂ توحید کی سربلندی اور تیرے دین کے احیا کی راہ میں اپنی جانِ ناتواں پر کتنے ہی سنگین رنج و غم برداشت کئے' ملتِ ابراہیمیؑ اور سنتِ محمدیؐ کی راہ میں اپنی مجاہدت کو منزلِ کمال تک پہنچا دیا اور اس راہ میں ایک لحظہ بھی آرام نہ کیا' تیرے نام اور تیری یاد کے ساتھ زندہ رہا اور تیری امید اور تیرے عشق میں ملکوتِ اعلیٰ کی جانب پرواز کر گیا اپنی رحمتیں' سلام اور رضائیں نازل فرما' اس کے مقصد کو رفعت و بلندی عطا فرما' اس کی راہ کو رونق بخش' اس کی بے مثل میراث کو اپنی پناہ میں محفوظ رکھ' اس کی آرزوؤں اور مقاصد کو پورا فرما اور ہم کو ان کے نیک اور صالح اخلاف میں سے قرار دے۔

بارِالٰہا! میں اپنی اس گفتار میں تیرا پیغام پہنچانے اور اس فریضے کی ادائیگی کے سوا' جسے اپنے کاندھوں پر محسوس کرتا ہوں' کوئی اور مقصد نہیں رکھتا۔

پروردگارا! میری گفتگو میں کلامِ حق کا سوز بھر دے اور اسے مومنین کے اور دنیا کے تمام طالبانِ حق کے گوش و قلوب تک رسائی عطا فرما۔ وہی اخلاص و پاکیزگی جو تیرے صالح بندے اور ہمارے امام و قائد کے کلام میں موجزن رہا کرتی تھی اس میں بھی پیدا کر دے اور اسے اپنی بارگاہ میں حسنِ قبول عطا فرما۔۔۔۔۔ آمین یارب العالمین۔

ایامِ حج ایک بار پھر نزدیک ہیں اور "وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ." (۲) کے الٰہی نغمے سے سرشار ابراہیمیؑ آواز پاک باطن مسلمانوں کی فطرت کو اپنی طرف کھینچ رہی ہے اور خانۂ خدا کا فراق اہلِ شوق کے دلوں کو درد و الم سے معمور کر رہا ہے۔ حکامِ حجاز کی آستین سے برآمد ہونے والے ظلم و عداوت کے ہاتھ نے اسی پر اکتفا نہیں کی کہ اللہ کے گھر کے سینکڑوں زائرین اور حجاج کو حریمِ امنِ الٰہی میں خاک و خوں میں غلطاں کیا اور ہزاروں زخمی پر طائرانِ حرم کو فقط مشرکین سے برائت'

امریکہ و اسرائیل سے اظہارِ نفرت اور مسلمانوں کو اتحاد و اخوت کی دعوت دینے کے جرم میں تہس نہس کیا بلکہ اس ملت سے انتقام لینے کے لیے جس نے ہر میدان میں عالمی استکباری طاقتوں کے خلاف صف آرا ہو کر ان عالمی غارت گروں اور مکّاروں کی نیندیں حرام کر دیں، اور ادھر چند سال سے اعلانِ برائت کے ساتھ برپا کئے جانے والے حج کے اثرات کو زائل کرنے کے لئے، جن سے فرزندانِ انقلاب اور مجاہدین راہِ قرآن و اسلام نے حرمین شریفین، عرفات، مشعر اور منیٰ کی فضاؤں کو خالص توحید کے نعروں اور تمام خدایانِ زور و زر سے بیزاری کی صداؤں کے ذریعے معطر کر رکھا تھا، اس قوم پر خانۂ خدا اور مؤمن خلق کے دروازے بند کر دیے نیز کرائے پر بکنے والی اور خود فروش زبانوں اور قلم کو صہیونی و امریکی ذرائع ابلاغ کی مدد سے ان کے خلاف لگا رکھا ہے۔ یہ دوسرا موسمِ حج ہے جس میں ملتِ ایران، یعنی فدا کار ترین فرزندانِ اسلام اپنے محبوب کے گھر کے گرد طواف سے محروم و محجوب کر دیے گئے ہیں۔ سعودی حکومت نے اپنے بیہودہ بہانوں کو بنیاد بنا کر گزشتہ سال کی طرح اس سال بھی "صَدٌّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ." کا ارتکاب کیا اور خود کو اس آیۂ شریفہ کا مصداق قرار دیا: "اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِيْ جَعَلْنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ٕالْعَاكِفُ فِيْهِ وَ الْبَاد." (۳)

ہماری تاریخ ان دشمنوں کو اپنی یادوں سے ہرگز فراموش نہیں کرے گی۔ اس وقت جبکہ ملتِ ایران مکۂ معظّمہ کے خونین حادثے کی برسی کے موقع پر اپنے قائدِ اکبر اتحادِ بین المسلمین کے علم بردار، پرچمِ اسلام و قرآن کو سر بلند کرنے والے خدا کے صالح بندے، امت کے دلسوز ناصح، فرزندِ پیغمبر، خمینیؒ عظیم کے سوگ میں ہے، ایسے میں ہر ملک و ملت کے حجاجِ کرام کا فریضہ ہے کہ اس صدائے توحید و اتحاد کو جو ہر سال اس ابراہیمیؑ گلے سے بلند ہوتی تھی اور فضائے خانۂ خدا اور پھر پورے عالمِ اسلام کے گوشے گوشے میں پھیل جاتی تھی اور اقتدار و تکبر کے بتوں کو لرزہ براندام کر دیتی تھی، اپنی روح کی گہرائیوں سے سنیں اور اس آواز پر لبیک کہیں جو استکبار سے وابستہ حکام

کے ذریعے تحقیر شدہ وستم زدہ کروڑوں مسلمانوں کے دل کی آواز تھی۔

سچ ہے اگرچہ امتِ اسلام کا یوسفِ عزیز ہمارے درمیان موجود نہیں اور اس کی جگہ جو ہر سال مؤمن اور علائقِ دنیا سے آزاد ایرانی حاجیوں کے وجود میں متجلی ہوا کرتی تھی آج خالی ہے۔لیکن وہ آج بھی ہر ذاکر وعارف کے دل، عشقِ الٰہی سے معمور ہر جان، ہر حق گو کی زبان، ہر غیور و دل سوختہ مسلمان کے وجود میں اور ہر اس جگہ جہاں عزتِ اسلام، اتحادِ مسلمین، مشرکین سے برائت نیز خدائی کے دعویداروں اور جاہلیت کے بتوں سے اظہارِ نفرت کا چرچا ہے موجود ہے۔وہ زندہ ہے جب تک حقیقی اسلامِ محمدیؐ زندہ ہے۔وہ زندہ ہے جب تک اسلام کی عظمت، مسلمانوں کی عظمت، مسلمانوں کے اتحاد اور ظالموں سے نفرت کا پرچم سربلند ہے۔

اس کی آواز جو یہ کہا کرتی تھی کہ: ''ہرگز ممکن نہیں کہ عشقِ موحدین میں اخلاص مشرکین ومنافقین سے مکمل اظہارِ نفرت و بیزاری کے بغیر میسر ہو۔'' آج بھی مکہ کی فضا میں گونج رہی ہے اور اس کا فراموش نہ ہونے والا درس آفریں قول جو یہ کہتا تھا کہ: ''لوگوں کے لیے امن وامان اور پاکیزگی کے گھر سے زیادہ مناسب اور کون سا گھر ہے جہاں ہر طرح کی جارحیت، ظلم وستم، استعمار، غلامی، ذلت اور حیوانیت سے قول وعمل دونوں طریقوں سے بیزاری کا اظہار کیا جائے؟'' بیدار انسانوں کے اذہان کی تختیوں پر نقش ہے۔

آج بھی اس کا چونکا دینے والا یہ سوال کہ: ''کیا گھروں میں بیٹھے رہیں اور غلط تجزیوں کے ذریعے انسانوں کی عزت وآبرو کی اہانت نیز مسلمانوں میں مجبوری وناتوانی کے جذبات پیدا کر کے عملی طور پر شیطانوں اور شیطان زادوں کو برداشت کرتے رہیں؟'' غیرت مند مسلمانوں کے وجدان کو جھنجوڑتا ہے اور اُن کے اخلاص وآزادگی سے جواب طلب کرتا ہے۔

اور آج بھی اس کا یہ پیغمبرانہ کلام اہلِ شوق کے دل وجاں کو تسخیر کر رہا ہے کہ: ''افسوس کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت، یہ کوثرِ عاشورا سے سیراب ہونے والے، صالحین کی وراثت کے منتظر اپنے آپ کو ذلت ورسوائی کی موت اور مشرق ومغرب کی اسارت وغلامی کے

حوالے کردیں اور افسوس کہ خمینی ان شیطان صفتوں، مشرکوں اور کافروں کی طرف سے حریمِ قرآنِ کریم، عترتِ رسولِ خدا، امتِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابراہیمؑ حنیف کے پیروکاروں کے خلاف کی جانے والی جارحیت کو دیکھ کر خاموشی اور سکون سے بیٹھا رہے اور مسلمانوں کی ذلت وحقارت کا تماشا دیکھتا رہے۔ یہ بڑی طاقتیں اور ان کے غلام ونوکر مطمئن رہیں کہ اگر خمینی یکا وتنہا بھی رہ جائے پھر بھی اپنی راہ پر جو کفر اور ظلم وشرک وبت پرستی کے خلاف جہاد ہے چلتا رہے گا۔''

خدا کا شکر کہ خمینیؒ عظیم تنہا نہیں رہا اور جیسا کہ وہ کہتا تھا اور چاہتا تھا: ''ڈکٹیٹروں کے قہر وغضب کا شکار دنیا بھر کے غریب ومحروم رضا کار مجاہدوں نے عالمی درندوں اور ان کے آلۂ کاروں کی آنکھوں سے نیندیں اڑا رکھی ہیں۔'' آج بھی یہ امید بخش اور شیریں آواز مؤمنین کے دلوں کو نورِ حیات سے روشن کر رہی ہے اور امتِ اسلامیہ کے پیکر میں امید ونشاط کا خون دوڑا رہی ہے کہ:

''دنیا کے تمام مسلمان اور زمین پر بسنے والے محروم وستم رسیدہ افراد تمام عالمی درندوں کے لئے اسلامی انقلاب کے تیار کردہ اس لامتناہی برزخ کو دیکھ کر فخر وآزادی کا احساس کریں، اپنی حیات اور اپنے مقدرات میں رہائی وآزادی کا نغمہ بکھیر کر فخر وآزادی کا احساس کریں، اپنی حیات اور اپنے مقدرات میں رہائی وآزادی کا نغمہ بکھیریں اور اپنے زخموں پر مرہم رکھیں کہ کفر کی فضا میں یاس وناامیدی کے ساتھ گھٹی گھٹی سانس لینے کا زمانہ تمام ہونے کو ہے۔ اقوام وملل کے گلستانوں میں بہاریں آرہی ہیں اور تمام مسلمانوں کی یہی امید وآرزو ہے کہ آزادی کے غنچوں، بوئے بہار کی نسیم، عشق ومحبت کے پھولوں کی تازگی نیز اپنے عزم وارادے کے اُبلتے ہوئے صاف وپاک چشموں کا نظارہ کریں۔۔۔۔''

ہاں امام خمینیؒ زندہ ہیں، جب تک یہ امید زندہ ہے، جب تک نشاط وتحرک ہے اور جب تک آزادی کے لئے جہاد وپیکار ہے۔ امام خمینیؒ اور ان کی فداکار امت مکہ اور میقات سے بھی دور نہیں۔ جہاد، شہادت، مقاومت، مشرکین سے برائت اور مومنین سے محبت کے افکار کا سیلاب جو ان کی فکر کی بلند چوٹیوں سے جاری ہے تمام آمادہ ومستعد دلوں اور جانوں میں گھر کئے ہوئے ہے

اوراس طرح ان کو وہاں معنوی وجود عطا کر رہا ہے۔ جی ہاں جیسا کہ وہ خود فرماتے تھے: ''ہم مکہ میں ہوں یا نہ ہوں' ہمارے دل اور ہماری روحیں حضرت ابراہیمؑ کے ہمراہ مکہ میں ہیں۔ مدینۃ الرسولؐ کے دروازے ہم پر بند کئے جائیں یا کھولے جائیں' پیغمبر اکرمؐ سے ہماری محبتوں کا رشتہ ہرگز نہ کمزور پڑے گا اور نہ ٹوٹے گا۔ ہم کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور اسی کی طرف رُخ کر کے موت سے ہمکنار ہوتے ہیں اور خدا کا شکرادا کرتے ہیں کہ ہم خدائے کعبہ سے کئے ہوئے اپنے عہد و میثاق میں ثابت و پائیدار رہے ہیں اور اس کے منتظر بھی نہیں رہے ہیں کہ بعض اسلامی وغیر اسلامی ممالک کے بے حیثیت حکام ہمارے اقدام کی پشت پناہی کریں۔ ہم تاریخ کے ہمیشہ مظلوم' محروم اور غربت زدہ افراد ہیں۔ خدا کے علاوہ ہمارا کوئی مونس نہیں۔ اور اگر ہم ہزار مرتبہ بھی ٹکڑے ٹکڑے کر دیے جائیں تب بھی ظالم کے خلاف اپنے جہاد سے ہاتھ نہیں اٹھائیں گے۔۔۔''

آج جبکہ ظلم وعداوت کے ہاتھ نے ایران کے خدا جو مسلمانوں پر دوسری مرتبہ خدا کی راہ بند کی ہے اور امریکہ واسرائیل کے حق میں شیطانِ اکبر اور اس کی بنا کردہ غاصب حکومت کے خلاف جہاد و پیکار کا سب سے عظیم پرچم بلند کرنے والی ملت پر ظلم وجفا کو روا رکھا ہے اور ہماری غم زدہ امت کو جو اپنے امام وقائد کی عزا کا لباس زیبِ تن کئے ہوئے ہے' اور غم زدہ وداغدار بنا دیا ہے۔ میں یاددہانی کے طور پر حج میں حاضر بھائیوں اور بہنوں' دنیا کے تمام مسلمانوں اور ایران کی عظیم ملت کی خدمت میں چند نکات عرض کرنا چاہتا ہوں:

۱۔ اب جبکہ آپ خدا کے نام اور پیغمبر خداؐ کی دعوت پر لبیک کہتے ہوئے دوست کی طرف گامزن ہیں اور ہر گوشہ و کنار سے حریمِ بیت اللہ الحرام کی جانب رواں دواں ہیں اور احرامِ حج وہجرت الی اللہ باندھ چکے ہیں' فطرت کی زبان پر ابراہیمؑ کی مانند: ''اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ۔'' (۴) کا نغمہ جاری ہے اور زبانِ حال وقال سے: ''اَرِنَا مَنَاسِکَنَا وَتُبْ عَلَیْنَا۔'' (۵) کی زمزمہ سرائی کر رہے ہیں۔ امید ہے ''کُلُّ شَیْءٍ'' کے ثمرات سے' جس کی خلیلِ حق حضرت ابراہیمؑ نے خداوندِ

متعال سے استدعا کی تھی، آپ اپنے دہن شیریں کریں گے اور حضرت رب العزت نے جن منافع کا مژدہ سنایا ہے ان کو دیکھ کر آپ کی آنکھیں منور ہوں گی۔ حتمی طور پر ان منافع میں سے ایک یہ بھی ہے کہ حج کے سبق آموز شعائر و مناسک کے پرتو میں آپ اپنے دلوں کو، جو خدا کے گھر اور اس کی امنت ہے، اس کے حوالے کر دیں اور ان کی ہر طرح کی کثافت و آلائش اور شرک سے تطہیر کریں۔ اور اپنے: "اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ." (۶) کے وعدے کی تجدید کریں اور خدا کے حکم: " فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ." (۷) سے تمسک اختیار کر کے: "وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى." (۸) کی بشارت سے خود کو سرفراز فرمائیں۔ حج اسلامی معارف کا مرکز ہے جو ایک انسان کی زندگی چلانے کے لئے لازم اسلام کی کلی سیاست کو بیان کرتا ہے۔ حج توحید کا مظہر اور شیطان و مشرکین سے نفرت و بیزاری کا محور ہے۔ حج توحید، مشرکین سے برائت اور ہر طرح کے بتوں سے انکار و کنارہ کشی کے محور پر ملتِ اسلامیہ کے اتحاد کا ایک عظیم مرکز ہے۔ بت ہر وہ چیز ہے جو خدا کے مقابلے میں آئے اور خدا کی ولایت و حکومت کو اپنی ولایت و حکومت میں تبدیل کرنے اور افرادِ بشر کی قوت و ارادے کو تسخیر کرنے کی کوشش کرے۔ اب چاہے وہ پتھر یا کاٹھ کے صنم ہوں یا ظالم و جابر شیطانی طاقتیں، یا چاہے وہ حق سے منحرف جاہلی عصبیتیں ہوں کیونکہ: "فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ." (۹) حجِ ابراہیمیؑ و حجِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نیز حجِ علوی و حجِ حسینی علیہما السلام وہ ہے جس میں خدا کی جانب توجہ اور اس کی حاکمیت و قدرت کے سائے میں پناہ لینے کے ساتھ ساتھ طاغوتوں اور جباروں کی قوت و طاقت سے روگردانی و انکار بھی پایا جاتا ہو۔

عرفات میں جوانانِ خُلد کے سردار سید الشہدا حضرت امام حسینؑ کی مناجات کا زمزمہ ان دونوں باتوں کو ایک ہی کلام میں کیا اچھے انداز میں سمیٹے ہوئے ہے: "اَنْتَ كَهْفِي حِيْنَ تُعْيِيْنِي الْمَذَاهِبُ فِي سَعَتِهَا... اَنْتَ مُؤَيِّدِي بِالنَّصْرِ عَلٰى اَعْدَآئِي وَلَوْ لَا نَصْرُكَ اِيَّايَ لَكُنْتُ مِنَ الْمَغْلُوْبِيْنَ.... يَا مَنْ جَعَلَتْ لَهُ الْمُلُوْكُ نِيْرَ الْمَذَلَّةِ عَلٰى اَعْنَاقِهِمْ فَهُمْ

مِنْ سُطُوَاتِهِ خَائِفُوْنَ." (۱۰)۔اور''ترویہ'' کے دن رسولِ خداؑ کا خطبہ' جس میں آنحضرتؑ نے جاہلیت کے قوانین کی منسوخی' بنی نوع انسان کو اپنی عبادت پر مجبور کرنے کے شیطانی فریب سے دور رہنے اور تمام مسلمانوں کے درمیان برادری کا رشتہ قائم کرنے کا صاف اور قطعی حکم بیان فرمایا ہے' حج کے کلی خطوط کو معین کرتا ہے۔

کونسی تشنہ روح ہے جو کوثرِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فیضیاب ہو اور حسینیت کے جوش مارتے ہوئے زمزم سے لبریز پیالے نوش کرے اور پھر بھی حج کو سیاسی سمجھنے میں شک وتردید کا شکار ہو؟ بغیر برائت کا حج' بغیر اتحاد و یکجہتی کا حج' بغیر تحرک و قیام کا حج' مختصر یہ کہ وہ حج جس سے کفر و شرک خوفزدہ نہ ہوں حج ہی نہیں ہے اور نہ اس میں حج کی روح و معنویت ہی پائی جاتی ہے۔

استبدادی و استعماری طاقتوں کے بت' خدا سے غافل حکام اور عالمی استکباری طاقتیں ماضی میں اور آج بھی حج کے واضح و روشن اور الہام بخش مفہوم سے شدت کے ساتھ خوفزدہ اور اس سے ٹکراتی رہی ہیں۔انھوں نے درباری ملاؤں اور اپنے دسترخوانِ عشرت کے ٹکڑوں پر پلنے والوں کے ذریعے حج کے سیاسی مفہوم کے خلاف وسیع پیمانے پر دشمنانہ پروپیگنڈوں کا بازار گرم کر رکھا ہے اور اپنے شور شرابے کے ذریعے یہ منوانا چاہتی ہیں کہ حج سیاست سے جدا اور ایک انفرادی عبادت کے سوا کچھ نہیں۔اور اس سے غافل ہیں کہ ہر وہ انسان جو ذرا سا بھی ہوش رکھتا ہے یہ بات اچھی طرح سمجھ سکتا ہے کہ اگر اتحادِ بینِ مسلمین کا درس' امتِ اسلامی کی عظمت کا اعلان' دور افتادہ بھائیوں کا باہمی تعارف' مختلف زبانوں' نژادوں' قومیتوں اور گوناگوں جغرافیائی علاقوں کے افراد کا ہم آواز ہونا اور فطری طور پر حبلِ الٰہی سے تمسک حج میں مدِ نظر نہ ہوتا اور صرف عبادت اور انسانوں کا اپنے خدا سے انفرادی رابطہ ہی مطلوب ہوتا تو لوگوں کے گوشہ و کنارِ عالم سے پاپیادہ اور سواریوں پر اور وہ بھی ایک خاص زمانے میں یہاں آنے کا کیا مطلب ہے؟

راہ کی اتنی سختیاں کیوں برداشت کی جائیں؟ مکہ میں حاضری' پھر عرفات' مشعر اور پھر منیٰ میں وہ بھی گنتی کے چند مخصوص دنوں اور اوقات میں دنیا کے تمام مسلمانوں کا ایک جگہ جمع ہونا' ایک

مرکز کے گرد طواف اور ایک نقطے پر رمی جمرات' آخر یہ سب کیوں ہے؟

یقیناً حج عبادت ہے' ذکر و دعا و استغفار کا مقام ہے لیکن حج امتِ اسلامی کی حیاتِ طیبہ کی راہ میں' اسے غلامی و استبداد کی زنجیروں اور خدایانِ زور و زر کے مکر و فریب سے نجات دلانے نیز امت میں عزت و عظمت کی روح پھونکنے اور اس سے کمزوری و اضمحلال دور کرنے کی راہ میں کی جانے والی عبادت' ذکر اور استغفار کا نام ہے۔ یہ ہے وہ حج جو دین کا ستون شمار کیا گیا ہے' اور جسے امیرالمومنین علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں علَمِ اسلام' تمام محروموں و کمزوروں کا جہاد' فقر و تنگدستی دور کرنے کا ذریعہ اور اہلِ دین کی ایک دوسرے سے قربت و یگانگت کی بنیاد شمار کیا ہے۔ یہی وہ حج ہے جسے بجالانے کے لئے اللہ کے مجاہد بندے ہر سال ایران سے شوق اور ولولے کے ساتھ آتے تھے اور امریکہ و صہیونیت سے برائت' استکبار کی حاکمیت و ولایت کی نفی اور الٰہی ولایت و حکومت کو عام کرنے کے اعلان کو اس حج کی اصل شرط شمار کرتے تھے۔

یہ ہے وہ حج' کہ اسلام و انقلاب کے ہاتھوں پٹے ہوئے حکام اور ان میں سرِفہرست جرائم پیشہ امریکہ' جس سے خطرہ محسوس کرتے تھے۔ اور آج دو سال سے سعودی حکام امریکہ اور اسرائیل کی خوشنودی کے لئے مؤمنین کو اس حج کے ادا کرنے کی اجازت نہیں دیتے اور غلام صفت ملاؤں کی زرخرید زبانوں اور قلم کو اس حقیقت کا انکار کرنے اور اس کے خلاف لکھنے کے لئے اکساتے ہیں۔ لہٰذا اے عالمِ اسلام کے حجاجِ کرام اب جبکہ اسلامی اتحاد کے دشمنوں نے آپ کو اس بات کی اجازت و مہلت نہیں دی کہ آپ اپنے ایرانی بھائیوں کے ساتھ طواف' سعی' وقوف' رمی اور نماز نیز رسولِ گرامیؐ کی زیارت کے اعمال بجالائیں' تو اپنے ان بچھڑے ہوئے اور ظلم کے ہاتھوں روکے جانے والے بھائیوں کی یاد ان تمام اعمال و مراسم میں زندہ کیجئے اور حج کو جہاں تک ہو سکے اس کے معنیٰ' اس کی روح اور حقیقت سے نزدیک کیجئے اور یہ سمجھ لیجئے کہ جو شخص بھی حج کو اس کی سیاسی حیثیت سے جدا کرے' یا وہ جاہل ہے یا خود غرض و بدنفس ہے۔ خدا ان لوگوں کو کبھی معاف نہیں کرے گا جو اپنے ناپاک اور حقیر مقصد کے حصول کے لئے عالمِ کفر و استکبار کے مقابلے میں امت

ِ اسلامی کا سب سے بڑا ہتھیار اس کے ہاتھ سے چھین لینا چاہتے ہیں اور زندگی ساز و ولولہ انگیز حج کو سیاحت و تجارت کے ہمراہ ایک انفرادی و سطحی عبادت میں بدل دینا چاہتے ہیں۔

۲۔ یہ فکر عصرِ حاضر کے عظیم ترین مظاہرِ شرک میں سے ہے کہ دنیا آخرت سے، مادّی زندگی عبادت سے اور دین سیاست سے جدا ہے۔ گویا (معاذ اللہ) دنیا کے خدا یہ ظالم، مکار، غارت گر اور جرائم پیشہ حکام نیز بڑی طاقتیں ہیں۔ خلائق کو کمزور کرنا، انھیں اپنا غلام بنانا، ان کا استحصال کرنا اور بندگانِ خدا سے خود کو بلند و برتر سمجھنا ان کا مسلّم حق ہے۔ سب کو ان کی فرعونیت کے آستانے پر اپنی پیشانیاں جھکانی چاہئیں، ان کے ظلم و غارت گری، خواہشوں اور ارادوں کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا کرنا چاہئے اور کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہئے، کیونکہ بلعم باعور کی اولاد یہ درباری ملا چیخنے لگیں گے کہ تم نے سیاست میں دخل اندازی کی ہے، بھلا اسلام کو سیاست سے کیا سروکار ہے؟

یہی وہ شرک ہے جس سے آج مسلمانوں کو برائت کا اظہار کرتے ہوئے اپنا اور اسلام کا دامن پاک کرنا چاہئے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ برسوں سے مسلمانوں کی غفلت اور قرآن سے ان کی دوری اس کا سبب ہوئی کہ تحریف کرنے والے ہاتھ دین کے نام پر ہر باطل بات کو ذہنوں میں جگہ دے دیں۔ دینِ خدا کی واضح ترین اصل کے منکر ہو جائیں، شرک کو توحید کا لباس پہنا کر قرآنی آیات کے مضمون کا بے کھٹکے انکار کر دیں۔ جبکہ قرآنِ کریم انبیا و مرسلین کے بھیجے جانے کا مقصد ہی عدل و انصاف کا قیام قرار دیتا ہے: "لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنٰتِ وَ اَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَ الْمِيزَانَ لِيَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ." (۱۱) اور جبکہ: "كُوْنُوْا قَوّٰمِيْنَ بِالْقِسْطِ شُهَدَآءَ لِلّٰهِ." (۱۲) کے خطاب کے ذریعے تمام مؤمنین پر عدل و انصاف قائم کرنے کے لئے جدو جہد کا فریضہ عائد کرتا ہے۔ اور جبکہ قرآنِ کریم کی آیات ظالموں پر اعتماد کرنے کو منع فرماتی ہیں اور اپنے پیروکاروں سے خطاب کرتے ہوئے فرماتی ہیں: "وَ لَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ." (۱۳) اور طاغوت کے ظلم کے سامنے گردن جھکا دینے کو ایمان کے خلاف شمار کرتے ہوئے فرماتی ہیں: "اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ

اِلَیکَ وَ مَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِکَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْآ اِلَی الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْآ اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ." (۱۴) اور طاغوت سے کفر و انکار کو خدا پر ایمان کے ہمراہ قرار دیتی ہیں: "فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی." (۱۵) اور جبکہ اسلام کا سب سے پہلا نعرہ توحید ہے، جس کا مطلب تمام مادّی و سیاسی طاقتوں اور تمام بے جان و جاندار بتوں سے انکار ہے، اور جبکہ ہجرت کے بعد پیغمبر اسلام کا سب سے پہلا اقدام حکومت کی تشکیل اور معاشرے کی سیاسی دیکھ بھال تھا۔ ان کے علاوہ دین کو سیاست سے باہم مربوط کرنے والے دوسرے بے شمار دلائل و شواہد کے باوجود ایسے لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ دین سیاست سے جدا ہے اور ایسے لوگ بھی سامنے آتے ہیں جو ان کی یہ اسلام مخالف باتیں مان لیتے ہیں۔

جو اہلِ سیاست ہمیشہ یہ راگ الاپتے ہیں کہ دین سیاست سے جدا ہے اور دین کے ٹھیکیدار افراد جو ان کی مدد کو دوڑتے ہیں اور اسی بات کی تکرار کرتے ہیں کیا انھوں نے کبھی قرآن کی آیات، تاریخِ اسلام اور شریعت کے احکام پر غور بھی کیا ہے؟

کیا انھوں نے کبھی غور کیا کہ اگر دین سیاست سے جدا ہے، تو پھر قرآن تمام سیاسی امور یعنی حکومت کو، قانون کو، زندگی کی ترتیب و تنظیم کو، صلح و جنگ کو، دوست و دشمن کے تعین کو نیز اس جیسے دوسرے تمام مظاہرِ سیاست کو خدا، دین اور اولیائے خدا سے کیوں مربوط کرتا ہے؟ کیا ان لوگوں نے آیت: "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا عَدُوِّی وَ عَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ." (۱۶) اور آیت: "وَ لَا تُطِیْعُوْآ اَمْرَ الْمُسْرِفِیْنَ الَّذِیْنَ یُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ وَ لَا یُصْلِحُوْنَ." (۱۷) پر کبھی غور کیا ہے؟ یا اسی طرح وہ آیات جن میں حزب اللہ اور حزبِ شیطان کا تعارف کرایا گیا ہے، یا وہ آیات جو اللہ کی ولایت و حاکمیت پر دلالت کرتی ہیں، یا وہ آیات جن میں حکم بغیر ما انزل اللہ کے خلاف عمل کرنے والوں کے سلسلے میں حکم دیا گیا ہے ان کے بارے میں کبھی غور و فکر کیا ہے۔

کیا انسانوں کے اجتماعی و سیاسی اعمال و کردار جو ان کی زندگی کے زیادہ بڑے حصے کو گھیرے

ہوئے ہیں ان کی کوئی جزا نہیں ہے؟ تو پھر: " وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا ...." (۱۸) اور: " وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ. " (۱۹) کا کیا مطلب ہے؟ اور یہ آیات کس میزان پر پرکھی جاتی ہیں۔ کیا یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام دنیا میں اس طرح کے اچھے بُرے اعمال سے کوئی سروکار نہیں رکھتا اور کوئی فریضہ عائد نہیں کرتا، لیکن آخرت میں اس کی جزا دی جائے گی؟

اسلامی جہاد، جو قرآن کی سینکڑوں آیات اور مسلّم احادیث میں دین کے اہم ترین فرائض وواجبات میں شمار ہوتا ہے اور جس کا ترک کرنا دنیا وآخرت کی ذلت ورسوائی کا سبب قرار دیا گیا ہے، آخر کن چیزوں کے حصول اور کن اقدار کی حفاظت ودفاع کے لئے ہے؟ کیا وہ زندگی جس کے حصول کے لئے جہاد کرنا چاہئے، غیر اللہ کی منحوس ولایت وحاکمیت کے زیر سایہ گزاری جانے والی زندگی ہے؟ کیا خاکِ مذلت پر بیٹھے رہنا، ظالموں کی حاکمیت نیز غیر الٰہی اقتدار کا تماشا دیکھتے رہنا اور اپنے آپ کو ذلت وحقارت کے حوالے کر دینا ہی وہ (پاکیزہ) زندگی ہے؟ اگر ایسا نہیں ہے اور جہاد اللہ کی حاکمیت کے حصول اور طاغوت کی ولایت سے نکل کر اللہ کی ولایت کی طرف پیش قدمی کا نام ہے، تو پھر دین کے معینہ اہداف ومقاصد میں سیاست کی اہمیت اور اس کے کردار کو کیسے بے وقعت سمجھا اور نظر انداز کیا جاسکتا ہے؟

ظاہر ہے کہ دین سے سیاست کی جدائی کا منحوس نغمہ اُن ذلیل دشمنوں کا گھڑا ہوا ہے جو ایک زندہ اور میدانِ عمل میں سرگرم اسلام سے منہ کی کھا چکے ہیں اور اس مکر کے ذریعے وہ چاہتے ہیں کہ دین سے اُس کی زندگی چھین کر لوگوں کی دنیا پر خود حاکم ہو جائیں اور بلا روک ٹوک انسانوں کے مقدارات پر تسلط حاصل کر لیں۔ لیکن کتنے افسوس اور دکھ کی بات ہے اگر کچھ علما دین کے لباس میں، دین کے نام پر اُن ہی باتوں کو دُہرائیں اور اُن کی ترویج وتبلیغ کی کوشش کریں۔ دینی لباس میں ملبوس بعض افراد کا ان ذلیل وخطرناک دشمنوں کی آواز میں آواز ملانا اگرچہ بعض مواقع پر سیاست کی اہمیت اور انسانوں کے مقدرات میں اس کی حیثیت کی طرف سے اُن کی غفلت کا نتیجہ ہے، اور بعض مواقع پر اُن کی کاہلی، خوف ودہشت اور آسان زندگی کی طمع کا نتیجہ ہے، لیکن بعض مواقع پر

ان دین فروشوں اور بلعم باعور کی اولادوں کی اربابِ قدرت وسطوت کے ساتھ خطرناک دوستی بھی اس کا سبب بنتی ہے۔ مسلمانوں کو اسے سب سے بڑا خطرہ اور ایسے ملاؤں کو ان کے سیاسی آقاؤں سے بھی زیادہ ذلیل و پلید سمجھنا چاہئے اور ان کے شر سے خدا کی بارگاہ میں اپنی ہمت و آگاہی کے دامن میں پناہ حاصل کرنی چاہئے۔

یہ درباری ملا اِن پر خدا کی لعنت ہو اسی پر اکتفا نہیں کرتے کہ دین و سیاست کی علیحدگی کا منحوس نغمہ خود دین کی زبان سے الاپتے ہیں بلکہ شیاطین کی قدرت و طاقت کو محکم کرنے کے لئے ان ظالموں کی تائید اور مدح و ثنا بھی کرتے ہیں۔ کیا یہ خود سیاست میں دخل اندازی اور حرام نہیں ہے؟

کیا اسلام اور مسلمانوں کو کمزور کرنا' تفرقہ پھیلانا' اسلامی انقلاب سے مقابلہ آرائی کرنا اور اولیائے خدا سے دوری اختیار کرنا' اُن پر تہمتیں باندھنا اور خدا کی آیتوں سے انکار کرنا' چاہے سیاست کی غرض سے ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے؟ لیکن مظلوموں کی حمایت' مشرکوں سے برائت' محروم و ستم زدہ افراد کی ہمنوائی' اسلامی ممالک پر امریکہ اور اسرائیل کے ناجائز تسلط پر اعتراض نیز غیر ملکی کمپنیوں کی لوٹ مار کی مخالفت' نام کے مسلمان سلاطین و روٴسا کی خیانتوں کی مذمت اور حقیقی مسلمانوں کے جہاد و حق طلبی کی حمایت وغیرہ جرم ہے؟

یہی وہ منزل ہے جہاں ہمارے "اس داعی الی اللہ اور فانی فی اللہ" امامِ بزرگوار طاب ثراہ کا وہ ارشاد واضح ہوتا ہے جہاں آپ اسلام کو خالص محمدیؐ اسلام اور امریکی اسلام میں تقسیم فرماتے تھے۔ خالص محمدیؐ اسلام قسط و عدل کا اسلام ہے' یہ عزت و سربلندی' کمزوروں' ضعیفوں اور محروموں کی حمایت کا اسلام ہے' مظلوموں اور مستضعفوں کے حقوق کا دفاع کرنے والا اسلام ہے' دشمنوں سے جہاد کرنے اور ظالموں اور فتنہ گروں سے سازباز نہ کرنے والا اسلام ہے' یہ اخلاق و فضیلت اور معنویت والا اسلام ہے۔ جبکہ اس کے بالمقابل امریکی اسلام اسلام کے نام پر ایک ایسی چیز ہے جو استکباری طاقتوں کے منافع کا حامی و نگراں اور اُن کے افعال و اعمال کی توجیہ اور ہاں میں ہاں ملانے والا اسلام ہے۔ یہ اہلِ دین کو کُنجِ مذلّت میں پہنچانے اور اُنھیں مسلمانوں کی فلاح کے امور اور

مسلمان قوموں کے مقدرات سے کنارہ کش کرنے کا ایک بہانہ ہے' یہ دین کے مجموعے سے اسلام کے اجتماعی وسیاسی احکام کے بہت بڑے حصے کو جدا کرنے اور دین کو مسجد تک محدود کر دینے کا وسیلہ ہے۔ (اور مسجد بھی مسلمانوں کے امور کے حل وفصل کے لئے ایک مرکز کے عنوان سے نہیں جیسا کہ صدرِ اسلام میں ہوا کرتا تھا' بلکہ امورِ زندگی سے جدا ہونے اور دنیا کو آخرت سے جدا کرنے کے لئے ایک گوشۂ عافیت کی حیثیت سے) امریکی اسلام درد وسوز سے عاری ایسے انسانوں کا اسلام ہے جو اپنی ذات اور اپنی حیوانی خواہشات کی تکمیل کے سوا اور کچھ نہیں سوچتے' خدا اور دین کو تاجروں کے سرمائے کی مانند زراندوزی یا قدرت طلبی کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اور اُن تمام آیات وروایات کو' جو اُن کی خواہشات اور مفادات کے برخلاف ہیں بے محابا یا فراموشی کے حوالے کر دیتے ہیں یا بڑی ڈھٹائی کے ساتھ اُن کی تاویلیں کرتے ہیں۔ امریکی اسلام ان سلاطین ورؤسا کا اسلام ہے جو اپنی مظلوم ومحروم قوموں کے مفادات اپنے امریکی ویورپی خداؤں کے آستانوں پر قربان کرتے ہیں اور اس کے عوض اپنی ذلیل وشرمناک حکومت وطاقت کی بقا کے لئے اُن کی حمایتوں کی طرف نظرے جمائے رہتے ہیں۔ یہ ایسے سرمایہ داروں کا اسلام ہے جو اپنے مفادات کی تکمیل کے لئے تمام اخلاق واقدار کو قدموں تلے روندڈالتے ہیں۔

جی ہاں یہ امریکی اسلام ہے جو لوگوں کو سیاست میں غور وفکر' سیاسی بحث وگفتگو اور سیاسی افعال واعمال سے دور رکھتا ہے' لیکن خالص محمدیؐ اسلام' سیاست کو دین کا ایک اٹوٹ اور ناقابلِ جدائی حصہ سمجھتا ہے اور تمام مسلمانوں کو سیاسی ادراک وعمل کی دعوت دیتا ہے اور یہ وہ چیز ہے جسے مسلمان قوموں کو اسلام کی گویا زبان یعنی اپنے قائد امام خمینی طاب ثراہ سے ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے۔

۳۔ آج عالمِ اسلام کے اہم ترین مسائل میں سے ایک مسئلہ شیطانی گروہ' خصوصاً شیطانِ اکبر امریکہ کی اسلام اور اس کے اہم مفاہیم وعقائد سے کینہ توز اور دیوانہ وار دشمنی ہے۔ اگرچہ اسلام سے یہ منصوبہ بند اور ہمہ جہت دشمنی استعمار کے وجود میں آنے کے ساتھ ہی شروع ہوگئی تھی' اور استعماری طاقتوں نے گزشتہ صدیوں میں اسلامی ممالک کو اپنی لوٹ مار' قتل وغارت گری اور

جارحیت کی جولان گاہ بنا رکھا تھا، اُنھیں اسلام اپنی فتنہ انگیزیوں کی راہ میں رکاوٹ اور ایک مستحکم بند نظر آیا، لہٰذا اُنھوں نے اسے شدید طور پر اپنے سیاسی وثقافتی حملوں کا نشانہ بنایا اور اپنی شیطانی مکاریوں سے مسلمانوں کو اسلام وقرآن سے جدا کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اِنہی منصوبوں میں سے ایک منصوبہ اِن ممالک میں فسق وفجور، فحشا ومنکرات کا زیادہ سے زیادہ رواج تھا۔ لیکن جب اسلامی انقلاب کے آتش فشاں نے اُن کی آرزوؤں کے خرمن کو پھونک ڈالا اور دنیا کے مسلمانوں کے دلوں میں امید کا اجالا بکھیر دیا، نیز دنیا میں اسلام کی دوبارہ حیات کی خوش خبری سنائی، تو استکباری طاقتیں گھبرا کر زخمی بھیڑیوں کی مانند اسلام پر ہر طرف سے دیوانہ وار ٹوٹ پڑیں۔ یہ کوئی غیر متوقع بات نہ تھی؛ لہٰذا یقینی طور پر الٰہی سنتیں ان کی شکست ورسوائی کی شکل میں وقوع پذیر ہو کر رہیں گی، انشاءاللہ، جیسا کہ قرآنِ مجید ارشاد فرماتا ہے: ”وَلَا یَزَالُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُاللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُخْلِفُ الْمِیْعَادَ.“ (۲۰) شرط یہ ہے کہ اسلام پر ایمان رکھنے والے ان سازشوں کے مقابلے میں اپنے فرائض سے آگاہ رہیں اور اِن فرائض کی انجام دہی میں غفلت نہ برتیں۔

ظاہر ہے کہ اسلام کے خلاف گزشتہ دس برسوں سے کی جانے والی تمام سازشوں کا اصل نشانہ اسلامی جمہوریہ ایران ہے، جو اس وقت اسلام کا ”ام القریٰ“ اور اِس کی عالمی تحریک کا علمبردار شمار ہوتا ہے۔ ان دس برسوں میں ایرانی قوم نے مختلف قسم کے ایسے بہت سے زخم برداشت کیے جن میں درحقیقت اسلام اور اس کی عظیم انقلابی قوت کو نشانہ بنایا گیا تھا۔ اسلامی جمہوریہ ایران کے خلاف آٹھ سالہ مسلط کردہ جنگ، اقتصادی ناکہ بندی اور مختلف قسم کے بے شمار سیاسی، تبلیغاتی اور اقتصادی حملے درحقیقت اسلام سے دشمنی اور اس پر دباؤ ڈالنے کی غرض سے کیے گئے۔ اور ہم فخر کرتے ہیں کہ اس گوہرِ یکتا کی حفاظت کی خاطر جو ہمارے پاس ہے، یعنی اللہ پر ایمان اور اسلام پر عمل پیرا ہونے کی وجہ سے ہم برسوں عالمی طاقتوں کی جنون آمیز دشمنی اور بہیمانہ

انتقام کا شکار رہے اور ہر بلا میں اسلام کے سینہ سپر بنے رہے۔ جی ہاں: "وَ مَا نَقَمُوا مِنْهُمْ اِلَّآ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ۔" (۲۱) لیکن اسلام سے استکباری طاقتوں کا ٹکراؤ ایران اور اسلامی جمہوری نظام کے عوام کی حد تک منحصر نہیں رہا، بلکہ یہ اسلام دشمنی اس سے بھی زیادہ وسیع پیمانے پر سیاسی و تبلیغاتی اور ثقافتی طریقوں کے ذریعے پوری سنجیدگی کے ساتھ عمل میں لائی گئی۔ اسلامی ممالک میں امریکہ سے وابستہ حکومتوں کی طرف سے مسلمان مجاہدین، آزادی کے طلبگاروں، علما اور دانشوروں کے ساتھ سختی کا سلوک، نیز غیر اسلامی ممالک میں مسلمان اقلیتوں کے ساتھ کئے جانے والے ناروا برتاؤ اسلام کے ساتھ اس سیاسی ٹکراؤ کے واضح نمونے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اسلام کے خلاف مضامین اور کتابوں کا لکھا جانا، توہین آمیز فلمیں بنانا اور انھیں اسلامی و غیر اسلامی معاشروں میں نشر کرنا اسلام کے خلاف ثقافتی جنگ کے نمونے ہیں۔ اس وقت امریکہ، برطانیہ اور ان کی مانند استکباری حکومتیں ان مجرمانہ سرگرمیوں پر پانی کی طرح پیسہ بہا رہی ہیں اور افسوس کہ ایسے اہلِ قلم اور صاحبانِ فن بھی موجود ہیں جو اپنے مادّی فائدے کے لئے اپنے قلم، بیان اور فن کو بیچ ڈالتے ہیں اور اپنے فنی و ادبی ضمیر کا گلا گھونٹ کر صاحبانِ اقتدار کے غلط مقاصد کو انجام دینے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

اہم نکتہ یہ ہے کہ کینہ و عداوت آمیز حرکتیں اسلام کے خلاف برسرِ پیکار استکباری لشکر گاہ میں ضعف و ناتوانی کا احساس دلاتی ہیں۔ ایران کی مسلمان قوم کی اسلامی ثابت قدمی، استقامت اور اس صدی کے بت شکن (امام خمینیؒ) کے گرج دار نعرے، نیز اللہ کا فضل اور اس کی نصرت جو ہمیشہ اس عبدِ صالح اور اس کے رفقا کے شاملِ حال رہی، اِس بات کا سبب ہوئی کہ اسلام کے انقلابی افکار جن سے دشمن شدت کے ساتھ خوفزدہ تھا، ان ہی راہوں سے دنیا میں پھیلے جو دشمن نے انقلاب کو روکنے اور اس پر وار کرنے کے لئے آمادہ کر رکھی تھیں۔ ملتِ ایران کی مظلومیت اور اس کا سختیوں اور دشواریوں کو برداشت کرنا، اس عظیم ملت کی حقانیت کے اثبات نیز بہت سے ممالک

میں انقلاب کے پھیلنے اور دنیا کے مسلمانوں میں عزمِ راسخ اور اسلامی تشخص کے احساس میں اضافے کا سبب بنا۔ آج عالمی استکبار کے ایجنٹ ہر جگہ اسلام کے مقابلے میں پسپائی اور ہزیمت کا شکار ہیں اور اسلام کے ساتھ اُن کی دشمنی چاہے ثقافتی طریقوں پر ہو یا سیاسی طاقت اور اسلحے کے استعمال کے ساتھ اسلام کی تیزی سے پھیلتی ہوئی لہر کے مقابلے میں اس کی کمزوری اور خوف کے احساس کا نتیجہ ہے۔ یہ بھی ایک لطفِ پروردگار ہے کہ اسلام کی توہین یا اس کو نقصان پہنچانے کی غرض سے کیا جانے والا ان کا ہر اقدام مسلمانوں کے قہر وغضب میں شدت پیدا ہونے اور اسلام کے دفاع میں اُن کے ارادوں کے اور مستحکم اور راسخ ہونے کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے۔ جس کا ایک روشن اور واضح نمونہ مرتد اور واجب القتل برطانوی مصنف کی شیطانی کتاب کے لکھے جانے کا واقعہ ہے۔ اس اقدام کے ذریعے استکباری حکومتیں اسلام کو کمزور کرنا چاہتی تھیں جبکہ خداوندِ عالم نے ان کی اس خواہش کے برعکس اس عمل کو اُن کی بدنامی کا سبب قرار دے دیا اور اس مصنف کا خون مباح ہونے اور اس کے واجب القتل ہونے کے سلسلے میں امامِ امت کے فتوے نے مسلمانوں کی آواز کو اور بلند تر اور ان کے اتحاد کو مزید مستحکم بنا دیا اور انشاء اللہ اسلام سے ٹکرانے کی دشمن کی تمام کوششوں کا انجام یہی ہوگا: "اِنَّ کَیۡدَ الشَّیۡطٰنِ کَانَ ضَعِیۡفًا." (۲۲)

دوسرا نکتہ یہ ہے کہ دنیا کے کونے کونے میں بسنے والے مسلمان اسلام کی توہین اور اسے کمزور بنانے کے لئے دشمنوں کے سازشی اقدامات' خاص طور سے ثقافتی سازشوں' مثلاً اسلام مخالف کتابیں لکھے جانے اور فلمیں اور ڈرامے بنائے جانے کے سلسلے میں پورے طور سے حساس و ہوشیار رہیں۔ اس میدان میں دشمن کا اصل مقابلہ کرنے والے وہ اہلِ قلم و صاحبانِ فن ہیں جن کا دل اسلام کے لئے دھڑکتا ہے اور جو اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں استکباری اداروں کے کینے اور حسد سے واقف ہیں۔ اسلام کے بیان اور وضاحت کے لئے دشمن کی سازشوں کی نقاب کشائی اور عالمِ اسلام کے حقوق کا دفاع کرنے کے لئے مضامین اور کتابیں لکھنا اور اپنے فن کے جوہر دکھانا ان کا عمومی و اہم ترین فرض ہے۔

یقیناً اسلامی مقدسات کی اہانت کے مقابلے کے لئے بلا استثنا سبھی کی ذمے داری روشن اور واضح ہے۔اور''شیطانی آیات'' کے مرتد و پلید مصنف کے واجب القتل ہونے سے متعلق امام (طاب ثراہ) کا فتویٰ اس طرح کے دوسرے مواقع کے لئے تمام لوگوں کا فریضہ واضح اور متعین کر دیتا ہے۔اس بدبخت مصنف کے سلسلے میں امامِ امت کا فتویٰ اپنی جگہ پر باقی ہے' اسے اس کی تعمیل کے مقدر لمحوں تک یوں ہی انتظار کرتے رہنا چاہئے۔

مسلمانوں کو اپنے بڑے بڑے اجتماعات خاص طور پر حج کے عظیم اجتماع سے اسلام کے خلاف استکبار کی ثقافتی سازشوں کی مخالفت' اِن سے نفرت کے اعلان اور اس کے مقابلے میں اپنی استقامت و پائیداری کا ثبوت پیش کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہئے۔اور میں مطمئن ہوں کہ جس طرح غیرت مند مسلمانوں نے اب تک امامِ امت اعلیٰ اللہ مقامہ کی آواز پر لبیک کہی ہے اور دوٹوک راہِ عمل کا انتخاب کیا اس کے بعد بھی اسی طرح عمل کرتے رہیں گے۔

۴۔حج کے موقع پر عالمِ اسلام کے مسائل کا جائزہ لینا چاہئے۔اسلام کے دفاع کی پوری آمادگی اور مسلمانوں کے اجتماعی تشخص کی نشاندہی کے لزوم و وجوب کا سب سے اہم مسئلہ ظلم وستم کا شکار مجاہد قوموں کا مسئلہ ہے' جن کو طغیان و کفر و استکبار کے ہاتھوں نے مقہور و مظلوم بنا رکھا ہے اور انھیں سخت ترین حالات گزارنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔فلسطین کی قوم اس طرح کی مظلوم قوموں کا ایک روشن نمونہ ہے۔چالیس سال ہو رہے ہیں کہ یہ ملت اپنے گھربار سے محروم کر دی گئی ہے یا خود اپنے وطن میں بھی غریب و مسافر کی زندگی بسر کر رہی ہے۔یہ ملتِ اسلامیہ کے پیکر پر ایک خونین اور دردناک زخم ہے جو اسلام مخالف استعماری حکومتوں کی سازشوں اور جرائم پیشہ صہیونیوں کے ہاتھوں چالیس سال قبل لگایا گیا ہے اور ہر روز اس پر نمک چھڑکا جاتا رہا ہے۔

اس دوران بہت سے لوگوں اور گروہوں نے اس ملت کو نجات دلانے کی جدوجہد کی' یا کم از کم اس کا دعویٰ کیا ہے۔لیکن ابھی تک یہ گرہ سلجھی نہیں بلکہ اور اندھی گرہیں پڑتی چلی گئی ہیں۔اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ فلسطینی قوم اپنا دفاع کرنے سے قاصر تھی یا یہ کہ عالمِ اسلام اس غاصب حکومت

کے دفاع میں کی جانی والی امریکی اور مغربی سازشوں کو ناکام کرنے میں کمزور رہا ہے۔ ناکامیوں کی اصل وجہ یہ تھی کہ اوّلاً فلسطین کی ملت نے اپنی اسلامی حیثیت کو فراموش کر دیا تھا اور گزشتہ دسیوں برس تک اسلام اور اسلامی جہاد پر بھروسہ نہیں کیا تھا۔ دوسرے یہ کہ عرب ممالک کے سربراہوں، حتیٰ فلسطین کے لیڈروں اور ان کی نمائندہ شخصیات نے بھی فلسطینیوں سے اب تک خیانت سے کام لیا ہے۔ اور آج خدا کا شکر ہے کہ مقبوضہ علاقوں میں برسرِ پیکار ملتِ فلسطین کے جہاد و مبارزات میں ایمان اور اسلامی جہاد کا عنصر پیدا ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فلسطین میں پہلے کی نسبت طاقت کا توازن فلسطینیوں کے حق میں تبدیل ہوتا نظر آتا ہے۔ جو مرد اور عورتیں، جوان اور بچے اپنے مقبوضہ وطن کے شہروں میں گلیوں اور کوچوں کو مظلومانہ طور پر اپنے خون سے رنگین کر رہے ہیں اور جو نمازی ہر ہفتے نمازِ جمعہ کے اجتماعات سے اسرائیلی غاصبوں کو موت کی سی وحشت سے دوچار کیے ہوئے ہیں، اُنھوں نے پورے فلسطین کو امید کی ایسی کرنوں سے جگمگا رکھا ہے کہ یہ نور اس مقدس سرزمین نے نہ گزشتہ چالیس برسوں میں اسرائیلی تسلط کے دوران اور نہ ہی اس سے قبل برطانوی سامراجی گھٹن کے ماحول میں کبھی دیکھا تھا۔ اور مستقبل بھی انہی ارادے کے پکے اور مجاہد مومنین کا ہے۔ اب ملتِ فلسطین کی ناتوانی، شرمندگی اور انتظار کے دن تمام ہوئے۔ اسلام نے اس بلند ہمت قوم کو اس کی حقیقی قوت و طاقت دوبارہ عطا کر دی ہے۔ آج فلسطین کے خائن وطن فروش جوڑتوڑ کرنے والے لیڈر جو اپنے ہم وطن باشندوں، کیمپوں یا خیموں میں رہنے والے اپنے بھائیوں کے درد و غم سے بے نیاز سیاسی سودے بازی اور سرمایۂ فلسطین کی تجارت میں مشغول ہیں، اب اس ملک و ملت کے مقدرات سے نہیں کھیل سکتے۔ فلسطین کی تقدیر مسجدوں، جمعہ نمازوں، سڑکوں، میدانوں اور مقبوضہ فلسطین کی گلیوں اور دیواروں پر لکھی جا رہی ہے، اور یہ اسلام کی برکتوں کا اثر ہے۔

لبنان کی قوم بھی جو دو طرف سے یعنی صہیونیوں اور ان کے حلیف فلانجسٹوں کے گھیرے میں برسہا برس سے آگ اور خون سے کھیل رہی ہے، اپنی راہ پا چکی ہے اور امریکہ، فرانس اور

برطانیہ کے تائید شدہ فاشسٹ اور جدید قبیلہ جاتی نظام کے خلاف اپنا ارادہ مستحکم کر چکی ہے۔ لبنان کے مظلوم مسلمانوں کی تقدیر فلسطینی ملت کے ساتھ بندھ گئی ہے اور دونوں اپنے توسیع پسند صہیونی پڑوسی کے ظلم و ستم کا شکار ہیں۔ یہاں بھی ایمان و جہاد ہی ہے جو مسدود راہوں میں شگاف پیدا کر کے رہے گا۔ دنیا افغانستان کے مسئلے میں حیرت سے استعمار کی بنائی ہوئی مسدود دیواروں کے گرنے کا تماشا کر رہی تھی۔ افغان مجاہدین نے اسلام اور اتحاد کی برکت سے غیر ملکی دشمن کی فوج کو مار بھگایا اور اگر پھر انہی دو عوامل کا سہارا لیں تو اس ملک میں ایک شائستہ اور پسندیدہ حکومت تشکیل دے کر موجودہ پٹھو حکومت کا قلع قمع کر سکتے ہیں۔ اور یہی دو عوامل فلسطین اور لبنان کی مشکلات کا علاج بھی ہیں۔

ہم فلسطین کے مسئلے کا علاج بڑی طاقتوں کے معین کردہ خطوط میں ممکن نہیں سمجھتے، فلسطین کے زخم کا علاج صرف یہ ہے کہ اس کینسر کے پھوڑے (صہیونی حکومت) کو کاٹ کر نکال دیا جائے۔ اور یہ پوری طرح ممکن ہے۔ مسلمانوں کو حج میں اس مسئلے پر غور کرنا چاہئے اور پوری وفاداری کا عہد کرتے ہوئے اس راہ میں گفتار و عمل کی ہم آہنگی کے ساتھ میدانِ عمل میں اترنا چاہئے۔ ملتِ ایران ہمیشہ کی طرح خود کو فلسطینی مجاہدین کے دوش بدوش سمجھتی ہے اور فلسطین کی کامیابی کے بغیر اپنی کامیابی کو ناقص شمار کرتی ہے۔ امام طاب ثراہ (امام خمینیؒ) نے ایران میں اپنا جہاد شروع کرنے کے ابتدائی دنوں سے ہی فلسطین کے مسئلے کو سرِ فہرست قرار دیا اور انقلابی تحریک کے دوران نیز انقلاب کی کامیابی کے بعد بھی اس کی فکر میں رہے اور اپنی ملکوتی رحلت کے بعد اپنے سیاسی الٰہی وصیت نامے کے ذریعے ہم کو اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو اس اہم مسئلے کے سلسلے میں متوجہ کیا ہے۔ یہ ایک ایسا واجب ہے جس سے منہ نہیں موڑا جا سکتا۔ آپ سب حاجیوں پر بھی یہی فریضہ عائد ہوتا ہے اور اگر ہم اپنے اس فریضے پر عمل کریں تو اسلام کے جسم پر لگا یہ گہرا زخم بھر سکتا ہے، انشاء اللہ خدا ہمارے ساتھ ہے۔

۵۔ چالیس دن ہونے کو آئے امتِ اسلام اپنے امام و قائد اور مراد و پیشوا کے غم میں بے قرار اور

فریاد کناں ہے۔ تقریباً چالیس دن ہو رہے ہیں کہ امام خمینیؒ وہ خدا کا اطاعت گزار بندہ، وہ مستکبروں سے مفاہمت نہ کرنے والا، وہ مستضعفوں، محروموں اور مظلوموں کا طرفدار اور خدمت گزار، وہ حقیقی اسلام محمدیؐ کا پرچم بلند کرنے اور امریکی اسلام کی قلعی کھولنے والا، وہ دنیا کے مسلمانوں کا فریادرس، وہ اسلام کے بلند فضائل ومحامد کا پیکر، وہ مسلمان اور مومنِ کامل ہم میں نہیں ہے۔۔۔ وہ ملکوتِ اعلیٰ سے ملحق ہو گیا اور ایران کی انقلابی قوم اور دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اپنے فرزندوں کو سوگوار و ماتم دار بنا گیا، لیکن اس کی صدائے بازگشت، جو حق وعدل کی آواز تھی، اس کی امت کے دلوں میں اور دنیا کی فضا میں موجود ہے اور رہے گی۔ وہ مرا نہیں اور نہ مرے گا۔ اس انبیاؑ کی راہ پر چلنے والے کے لئے انبیاؑ ہی کی مانند "جسم کی موت شخصیت کی موت نہیں ہے"۔ وہ مسلمان مجاہدوں کی صدائے تکبیر میں، ستم زدہ قوموں کے قہر آلود عزم وارادے میں، دنیائے اسلام کی موجودہ نسل کی ایمانی آگہی میں، مستضعفوں اور مظلوموں کی تابناک امیدوں میں، اہم مناجات کے معنوی سوز وگداز اور عرفانی "حال" میں، دنیا میں معنویت اور اخلاقی اقدار کی تجدیدِ حیات میں اور ان تمام دلکش وزیبا جلووں میں جنھیں عصرِ حاضر میں اس کے انقلابی وتاریخ ساز اقدام نے وجود بخشا ہے، مختصر یہ کہ اپنے ایک ایک عاشق ومرید کے دل میں زندہ ہے۔

انقلاب کے زخم خوردہ دشمن اس کی رحلت کا انتظار کر رہے تھے، تاکہ اس بیدار اور قوی نگہبان کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھا کر اس کے نومولود انقلاب، اس کی میراث اور اس کی کوشش یعنی ایران کی اسلامی جمہوریہ اور دنیا میں "مسلمانوں کی بیداری کی تحریک" پر ڈاکا ڈالیں اور کاری ضرب لگائیں۔ لیکن ایران کی عظیم ملت کی انقلابی بیداری، ایمانی آگہی اور عاشقانہ وفاداری جو اس بزرگوار کی بے نظیر تشییع جنازہ اور تاریخی عزاداری، نیز اس کے بعد پیش آنے والے حالات وواقعات میں جلوہ گر ہوئی، نیز دنیا کے مسلمانوں نے ایشیا، افریقہ اور یورپ میں جس طرح ایرانی قوم اور امامِ امت طاب ثراہ سے اپنے گہرے تعلق اور ربط کا اظہار کیا اس نے دشمنوں کو مایوس اور ان کے تمام تجزیوں، پیش گوئیوں اور منصوبوں کو نقش برآب کر دیا۔ میں ایران کی عظیم الشان ملت کی خدمت میں

اپنے گہرے تشکر وامتنان کا اظہار کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں اور ان کی خدمت میں احترام کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ آپ بہت عظیم اور ہلا دینے والے امتحان میں مبتلا ہوئے اور اس سے سرخ رو اور کامیاب نکل آئے۔ آپ پر خدا کی رحمتیں اور اس کا سلام ہو۔ آپ امام طاب ثراہ کی حیات میں ان کے بہترین اور سچے ساتھیوں میں تھے اور اس فرزندِ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے عظمت وسربلندی کا سبب بنے اور آپ نے ان کی رحلت کے بعد بھی خود کو ان کا اور ان کی وصیت کا سچا وفادار ثابت کیا۔ خدائے عظیم آپ سے راضی وخوشنود ہو۔ ساتھ ہی پوری دنیا میں اپنے تمام مسلمان بھائیوں اور بہنوں کا شکریہ ادا کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اُنھوں نے ملتِ ایران کے دل کو تسکین بخشی، دشمنوں کو مرعوب کیا اور مسلمانوں کے پُرشکوہ اتحاد کا مظاہرہ کیا۔ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح ان تمام حضرات سے راضی وخوشنود ہو۔

افسوس کہ اسلامی دنیا میں ایسے سربراہوں، دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے والوں، عالم نماؤں اور قلم فروشوں کی ایک تعداد بھی موجود ہے جنھوں نے امامِ امت طاب ثراہ کی، جو اسلامی امت کی عزت وسربلندی کے تاج کا گوہرِ یکتا تھے، قدر ومنزلت نہیں پہچانی، بلکہ اُن پر جفا کی اور امریکہ واسرائیل نیز دیگر دشمنانِ اسلام کی خوشی کے لئے اُن سے نبرد آزما ہوئے اور اُن کے نورِ وجود کو خاموش کرنے کے لئے چمگادڑوں کی مانند کوششیں کرتے رہے، لیکن: "یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَ لَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ." (۲۳) ان پر اللہ اور مسلمانوں کی لعنت ونفرین ہو اور ابدی حسرت ویاس ان کا مقدر قرار پائے، جنھوں نے پیغمبر اکرمؐ کے خلف الصدق کے ساتھ وہ سلوک کیا جو ابوجہل وابولہب، فرعون وقارون، بلعم باعور اور تمام ائمۂ نار نے انبیائے کرام، صدیقین اور ائمۂ نور کے ساتھ کیا تھا: "وَاَتْبَعْنٰهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا لَعْنَةً وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ هُمْ مِّنَ الْمَقْبُوْحِیْنَ." (۲۴) ہم نے خدا سے عہد کیا ہے کہ ہم امام خمینی اعلیٰ اللہ مقامہ کی راہ پر، جو اسلام وقرآن اور مسلمانوں کی عزت وسربلندی کی راہ ہے، گامزن رہیں گے۔

''نہ شرقی نہ غربی'' کی سیاست پر باقی رہنا، مستضعفوں اور مظلوموں کی حمایت کرنا، عظیم

اسلامی امت کے اتحاد و تحرک کا دفاع کرنا' عالمی سطح پر مسلمانوں کے اختلاف اور تفرقے کے اسباب و علل پر قابو پانا' اسلامی مدینۂ فاضلہ کے وجود میں لانے کے لئے جدوجہد کرنا' جھونپڑیوں میں رہنے والوں اور محروموں کی حمایت پر بھروسہ کرنا' ملک کی تعمیر نو کے لئے داخلی سطح پر تمام عوامل وامکانات کو بروئے کار لانا ہمارے منصوبوں کے اصلی و بنیادی خطوط ہیں اور ان سب سے ہمارا بنیادی مقصد اسلام کی تجدید حیات اور قرآنی اقدار کی جانب بازگشت ہے اور ہم اپنے اس مقصد سے سرِ مو پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

ملتِ ایران کے عزیز بھائیو اور بہنو! اگرچہ دشمن کے ہاتھوں نے اس سال بھی آپ کے تمام مسلّم حق، یعنی حجِ بیت اللہ اور حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مرقدِ مطہر نیز جنت البقیع میں مدفون ائمۂ ہدیٰ علیہم السلام کی قبور کی زیارت سے محروم کر دیا اور اپنے سیاہ کارناموں میں ایک اور ورق کا اضافہ کیا' لیکن مستقبل ہماری نگاہوں میں روشن اور امید افزا ہے۔ ہم نے اب تک اپنے اسلامی فریضے پر عمل کیا ہے اور اس کے نتائج پر بھی صبر کرتے رہے ہیں۔ میں امیدوار ہوں کہ خدا اپنا لطف و کرم ہم پر عام کر دے اور حضرت ولی عصر ارواحنا فداہ کی رضا نیز حضرت کی دعا ہمارے شامل حال کرے۔ انشاء اللہ آپ سب امام کے مخلص فرزندوں اور اسلام کے جاں نثار دوستوں کے حق میں اللہ کا اپنے رسولؐ سے کیا ہوا وعدہ پورا ہو کر رہے گا کہ اس نے فرمایا: "لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ مُحَلِّقِيْنَ رُءُوْسَكُمْ وَ مُقَصِّرِيْنَ لَا تَخَافُوْنَ فَعَلِمَ مَا لَمْ تَعْلَمُوْا فَجَعَلَ مِنْ دُوْنِ ذٰلِكَ فَتْحًا قَرِيْبًا." (۲۵)

سید علی حسینی خامنہ ای

یکم ذی الحجہ ۱۴۰۹ھ

حواشی:

(۱) میرے فرزندو! جاؤ یوسف اور ان کے بھائی کو خوب تلاش کرو اور رحمتِ خدا سے مایوس نہ ہونا۔ (سورۂ یوسف۔ آیت ۸۷)

(۲) اور لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کردو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۷)

(۳) بیشک جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو اللہ کے راستے اور مسجد الحرام سے روکتے ہیں جسے ہم نے تمام انسانوں کے لئے برابر قرار دیا ہے چاہے وہ مقامی ہوں یا باہر والے۔ (سورۂ حج۔ آیت ۲۵)

(۴) میں اپنے پروردگار کی طرف جارہا ہوں کہ وہ میری ہدایت کردے گا۔ (سورۂ صافات۔ آیت ۹۹)

(۵) ہمیں ہمارے مناسک دکھلادے اور ہماری توبہ قبول فرما۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۱۲۸)

(۶) اولادِ آدم کیا ہم نے تم سے اس بات کا عہد نہیں لیا تھا کہ خبردار شیطان کی عبادت نہ کرنا۔ (سورۂ یٰسین۔ آیت ۶۰)

(۷) تم ناپاک بتوں سے پرہیز کرتے رہو۔ (سورۂ حج۔ آیت ۳۰)

(۸) اور جن لوگوں نے ظالموں سے علیٰحدگی اختیار کی کہ ان کی عبادت کریں اور خدا کی طرف متوجہ ہوگئے ان کے لئے ہماری طرف سے بشارت ہے۔ (سورۂ زمر۔ آیت ۱۷)

(۹) اور حق کے بعد ضلالت کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (سورۂ یونس۔ آیت ۳۲)

(۱۰) یعنی تو میری پناہ ہے جب زندگانی کی راہیں اپنی وسعتوں کے ساتھ مشکل ہو جائیں۔۔۔۔ تو میرے دشمنوں کے مقابلے میں میرا مددگار ہے اور اگر تیری مدد نہ ہوتی تو میں مغلوب لوگوں میں سے ہوتا۔۔۔۔ اے وہ خدا جس کی بارگاہ میں بادشاہ طوقِ ذلت اپنی گردنوں میں ڈالے ہوئے ہیں اور خدا کی سطوت وحکومت سے خوفزدہ ہیں۔'' (مفاتیح الجنان۔ دعائے عرفہ امام حسینؑ)

(۱۱) بیشک ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل کیا ہے تاکہ لوگ انصاف کے ساتھ قیام کریں۔ (سورۂ حدید۔ آیت ۲۵)

(۱۲) عدل و انصاف کے ساتھ قیام کرو اور اللہ کے لئے گواہ بنو۔ (سورۂ نسا۔ آیت ۱۳۵)

(۱۳) اور خبردار تم لوگ ظالموں کی طرف جھکاؤ اختیار نہ کرنا کہ جہنم کی آگ تمہیں چھو لے گی۔ (سورۂ ہود۔ آیت ۱۱۳)

(۱۴) کیا آپ نے لوگوں کو نہیں دیکھا جن کا خیال یہ ہے کہ وہ آپ پر اور آپ کے پہلے نازل ہونے والی چیزوں پر ایمان لے آئے ہیں اور پھر یہ چاہتے ہیں کہ سرکش لوگوں کے پاس فیصلہ کرائیں جبکہ انھیں حکم دیا گیا ہے کہ طاغوت کا انکار کریں۔ (سورۂ نسا۔ آیت ۶۰)

(۱۵) اب جو شخص بھی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے وہ اس کی مضبوط رسّی سے متمسک ہو گیا ہے۔ (سورۂ بقرہ۔ آیت ۲۵۶)

(۱۶) ایمان والو خبردار میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بنانا۔ (سورۂ ممتحنہ۔ آیت ۱)

(۱۷) اور زیادتی کرنے والوں کی بات نہ مانو جو زمین میں فساد برپا کرتے ہیں اور اصلاح نہیں کرتے ہیں۔ (سورۂ شعراء۔ آیت ۱۵۱، ۱۵۲)

(۱۸) اور سب اپنے اعمال کو بالکل حاضر پائیں گے۔ (سورۂ کہف۔ آیت ۴۹)

(۱۹) اور پھر ہر نفس کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔ (سورۂ زمر۔ آیت ۷۰)

(۲۰) اور ان کافروں پر ان کے کرتوت کی بنا پر ہمیشہ کوئی نہ کوئی مصیبت پڑتی رہے گی یا ان کے دیار کے آس پاس مصیبت آتی رہے گی، یہاں تک کہ وعدۂ الٰہی کا وقت آجائے۔ اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا ہے۔ (سورۂ رعد۔ آیت ۳۱)

(۲۱) اور انھوں نے ان سے صرف اس بات کا بدلہ لیا کہ وہ خدائے عزیز و حمید پر ایمان لائے تھے۔ (سورۂ بروج۔ آیت ۸)

(۲۲) بیشک شیطان کا مکر بہت کمزور ہے۔ (سورۂ نسا۔ آیت ۷۶)

(۴۳) یہ لوگ چاہتے ہیں کہ نورِ خدا کو اپنے منہ سے بجھادیں اور اللہ کبھی ظالم کی ہدایت نہیں کرتا ہے۔ (سورۂ صف۔ آیت ۸)

(۴۴) اور دنیا میں بھی ہم نے ان کے پیچھے لعنت کو لگا دیا ہے اور قیامت کے دن بھی ان کا شمار ان لوگوں میں ہوگا جن کے چہرے بگاڑ دیے جائیں گے۔ (سورۂ قصص۔ آیت ۴۲)

(۴۵) بیشک خدا نے اپنے رسول کو بالکل سچا خواب دکھلایا تھا کہ خدا نے چاہا تو تم لوگ مسجد الحرام میں امن وسکون کے ساتھ سر کے بال منڈا کر اور تھوڑے سے بال کاٹ کر داخل ہو گے اور تمہیں کسی طرح کا خوف نہ ہوگا، تو اسے وہ بھی معلوم تھا جو تمہیں نہیں معلوم تھا، تو اس نے فتح مکہ سے پہلے ایک قریبی فتح قرار دیدی۔ (سورۂ فتح۔ آیت ۲۷)